WWW.NAFSEISLAM.COM

حقیقتِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ الاسلام علامہ مفتی سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی مدظلہ

تلخیص و تحشیہ

محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حقیقتِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ الاسلام علامہ مفتی سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی مدظلہ

تلخیص و تحشیہ
محمد یحییٰ انصاری اشرفی

Arshad Mohammed

24564312

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد دکن

﴿ به نگاه کرم حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : حقیقت نور محمدی ﷺ (خطبہ برطانیہ)

تصنیف : حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص وتحشیہ : محمد یحییٰ انصاری اشرفی

نوٹ: کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے (☆☆☆☆☆☆) ملیں سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح واضافت ہے

تصحیح ونظر ثانی : سید خواجہ معزالدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (دکن)

اشاعت اول : جولائی ۲۰۰۴

تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)

قیمت: ۲۰ روپئے

مکتبہ انوار المصطفیٰ

۶/۵-۷-۲-۲۲، مغل پورہ، حیدرآباد (دکن)

MAKTABA ANWARUL MUSTAFA

Moghalpura, Hyderabad - A.P.

Phone : 55712032, 2447723

☆ مکتبہ اہل سنت وجماعت، عقب قدیم اچار گھر، مسجد چوک، حیدرآباد۔

☆ سیدی اینڈ سنس، پتھرگٹی، حیدرآباد۔

☆ کمرشیل بک ڈپو چارمینار حیدرآباد۔

☆ مکتبہ عظیمیہ، پنچ محلہ نیو بس اسٹانڈ چارمینار۔

☆ جامع مسجد محمدی گلشن باغ، حیدرآباد۔

☆ کاظم سیریز تالاب کٹہ، حیدرآباد۔ فون :56524187

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	حقیقت نور محمدی ﷺ	۵
۲	نبوت و نورانیت پر کفار کا اعتراض	۵
۳	رسول کی شان	۶
۴	نور مصطفےٰ کی عمر	۱۲
۵	رسول کی بشریت	۱۳
۶	رسول اکرم ﷺ کے تین لباس	۱۸
۷	لباس بشری	۱۸
۸	لباس ملکی	۲۳
۹	لباس حقیقی	۲۵
۱۰	اول و آخر	۲۸
۱۱	عبادت نور	۲۹
۱۲	اُمت کے لئے استغفار	۲۹
۱۳	نور مقدس حضرت آدم علیہ السلام کے پاس	۳۰

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۴	انگوٹھوں کا چومنا	۳۰
۱۵	نور مصطفیٰ ﷺ کا پاک پشتوں میں منتقل ہونا	۳۱
۱۶	عجیب درخت اور کاہنہ عورت	۳۵
۱۷	نور مصطفیٰ ﷺ حضرت عبداللہ کے پاس	۳۵
۱۸	ستر (۷۰) یہودی	۳۶
۱۹	ام قتال	۳۷
۲۰	جانوروں کی مبارکبادیاں	۳۷
۲۱	نبیوں کی مبارکبادیاں	۳۸
۲۲	ابرہہ کا حملہ	۳۸
۲۳	ابرہہ کے ساتھی اور اونٹ	۳۹
۲۴	ظہور نور	۴۱
۲۵	فضیلت شب ولادت	۴۲
۲۶	امام قسطلانی کی تصریح	۴۳
۲۷	میلادِ رسول کا اہتمام	۴۴
۲۸	نور اور تاریکی	۴۵

حقیقتِ نورِ محمدی ﷺ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الأنبیآء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔ أما بعدُ فقد قال الله تعالیٰ فی القرآن الکریم

﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾ (المائدہ/۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

مَنَّ عَلَيْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا　　اَيَّدَهٗ بِاٰيَدِهٖ اَيِّدْنَا بِاَحْمَدَا

اَرْسَلَهٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَهٗ مُمَجِّدًا　　صَلُّوْا عَلَيْهِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَيْهِ سَرْمَدًا

نہ تخت وتاج وسیم وگہر کی بات کرو　　جو خیر چاہو تو خیر البشر کی بات کرو

حجر کے روپ میں یاقوت کو حجر نہ کہو　　بشر کے بھیس میں لاکالبشر کی بات کرو

سمجھ سکیں نہ جو اسرارِ ایکم مثلی　　وہ کم نظر ہیں کسی دیدہ ور کی بات کرو

اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے　　جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہو گیا محدود

بارگاہِ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

نبوت ونورانیت پر کفار کا اعتراض:

اس آیت کریمہ نے دو مشہور اعتراض کا جواب دے دیا۔ ہم سب کے رسول کے بارے میں ایک خیال یہ تھا کہ لَسْتَ مُرْسَلًا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ہیں۔ اور دوسرا خیال اُس دور سے آج تک یہ چلا آرہا ہے کہ یہ تو ہم مانتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں۔ بس اُن میں اور ہم میں اتنا ہی فرق ہے بقیہ معاملے میں سارا معاملہ برابر ہے یہ ہمارے جیسے ہی ہیں

اُن کا اُٹھنا بیٹھنا دیکھو' اُن کا چلنا پھرنا دیکھو' اُن کا کھانا پینا دیکھو' اُن کا سونا جاگنا دیکھو' غزوہ اُحد میں دانداں مبارک کا شہید ہونا دیکھو' طائف میں لہولہان ہونا دیکھو' مکے کی گلیوں میں کانٹوں کا چُبھنا دیکھو۔ یہ ساری باتیں بتا رہی ہیں کہ یہ ہماری ہی طرح ہیں۔

اس آیت نے دونوں اعتراض کا جواب دے دیا۔ جس نے یہ کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں آئے ہیں' اُن کا جواب ہے ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾ یہ آنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور جنھوں نے کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے آنے والا بالکل ہماری ہی طرح ہے اُن کا جواب یہ ہے ﴿مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آنے والا نور ہے تمھارے جیسا نہیں ہے۔ یہ بے مثل ہے بے نظیر ہے۔

رسول کی شان:

نبی کی شان کیا ہے؟ نبی کھانے پینے کا محتاج نہیں' نبی سونے جاگنے کا محتاج نہیں۔ اگر نبی کے لئے کھانا پینا ضروری ہوتا تو صوم وصال میں وہی حال نبی کا ہوتا جو صحابہ کرام کا ہوا۔ یہ کھانا خود نبی کا محتاج ہے۔ یہ کھانا اس لئے نبی کا محتاج ہے کہ جس کو نبی منہ لگائیں گے یعنی جائز فرمادیں گے وہ حلال بنے گا جس کو چھوڑ دیں گے یعنی ناجائز فرمادیں گے وہ حرام بنے گا۔ یہ کھانا محتاج ہے کہ رسول منہ لگالیں تاکہ یہ سب کے منہ لگے **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** ۔ میرے رسول کی شان یہ ہے کہ اگر تم میرے رسول کے اٹھنے بیٹھنے کو نہیں دیکھو گے تو تمہیں اٹھنے بیٹھنے کا سلیقہ کہاں سے آئے گا۔ اگر تم میرے رسول کے کھانے پینے کو نہیں دیکھو گے تو تمہیں کھانے پینے کا ڈھنگ کہاں سے آئے گا۔ اگر تم میرے رسول کے چلنے پھرنے کو نہیں دیکھو گے تو تمہیں

چلنے پھرنے کا انداز کون بتائے گا۔ اگر تم میرے رسول کے دندانِ مبارک کو شہید ہوتے نہ دیکھو گے تو گردن کٹانے کا جذبہ کیسے پیدا ہوگا **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

اے دیکھنے والے اگر تم میرے رسول کو زمین پر چلتا دیکھو تو کہکشاں سے گزرتا ہوا بھی دیکھو' عرش کے اُوپر گامزن بھی دیکھ لو۔ اگر دندان مبارک کا شہید ہونا دیکھو تو یہ منظر بھی دیکھو کہ معراج کی رات سینہ شق ہوگیا ہے ایک قطرہ خون نہیں نکلا۔ مکے میں چلتا پھرتا دیکھو تو سورج کو پلٹاتا بھی دیکھ لو' چاند کے ٹکڑے کرتا بھی دیکھ لو' درختوں سے اپنی اطاعت کراتا دیکھ لو۔ جانوروں سے سجدہ کراتا بھی دیکھ لو' کنکریوں سے کلمہ پڑھاتا دیکھ لو۔ سارے کمالات دیکھو' سارے معجزات دیکھو' سارے اختیارات دیکھو' سارے تصرفات دیکھو۔۔رسول کی شان عبدیت اور شان محبوبیت دونوں دیکھو۔۔تاکہ خیرالبشر سیدنا رسول اللہ ﷺ کو نہ تو خُدا کہہ سکو' اور نہ ہی اپنے جیسا عام انسان کہہ سکو **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**۔

یقیناً آ گیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے نور ۔۔۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں **اول ما خلق الله نوری** سب سے پہلی مخلوق میرا نور ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا ہے۔ **کنت نبیا وآدم بین الماء والطین** میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام آب وگل کی منزلیں طے کر رہے تھے **کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد** میں اس وقت نبی تھا جس وقت آدم علیہ السلام روح وجسد کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ میرا رسول تو اُسی وقت پیدا ہو گیا جب نہ زمین تھی نہ آسمان' نہ شمال نہ جنوب' نہ مشرق نہ

مغرب، نہ فرش نہ فرشی، نہ آگ نہ آتشی، نہ باد ہے نہ بادی، نہ آب ہے نہ آبی۔۔۔ ابھی زمین کا فرش نہیں بچھایا گیا، ابھی آسمان کا شامیانہ نہیں لگایا گیا، ابھی چاند و سورج کے چراغ نہیں جلائے گئے، ابھی ستاروں کی قندیلیں نہیں روشن کی گئیں۔۔۔ ابھی آبشار کے نغمے نہیں جاری کیے گئے۔ ابھی دریا کی روانی بھی نہیں ہے ابھی پہاڑوں کی بلندیاں بھی نہیں ہیں۔ کچھ نہیں ہے مگر نور محمدی ہے **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** ۔ یہ نور آیا ہے ﴿مِنَ اللّٰہِ﴾ نور مصطفٰے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آیا ہے۔ یہ آنے والا عالم لاہوت سے آیا ہے۔ یہ آنے والا بارگاہ الٰہی سے آیا ہے۔ یہ آنے والا عالم قدس سے آیا ہے۔ اس نور کو قدسی کہنا، یہ عالم قدس سے آیا ہے۔ اس نور کو لاہوتی کہنا، یہ عالم لاہوت سے آیا ہے۔

حدیث قدسی ہے **كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ نُوْرُ مُحَمَّدٍ** (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میں خزانہ مخفی تھا تو میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے نور محمد کو پیدا کیا۔ کہ اُن کو جب تک نہ پہچانو گے مجھ کو نہ پہچانو گے۔ اُن کو جب تک نہ مانو گے مجھے بھی نہیں مان سکتے۔ ان کی اطاعت میری اطاعت۔ پتہ چلا کہ:

مل سکتا نہیں خدا اُن کا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

ایک روز صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ **متیٰ وجبت لك النبوة** حضور آپ کو خلعتِ نبوۃ سے کب سرفراز فرمایا گیا؟ حضور ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا **وآدم بین الروح والجسد** مجھے اس وقت شرفِ نبوۃ سے مشرف کیا گیا جب آدم علیہ السلام کی نہ ابھی روح بنی تھی اور نہ جسم (ترمذی)

نبوت صفت ہے اور موصوف کا صفت سے پہلے پایا جانا ضروری ہے۔ اب

خود ہی فیصلہ فرمایئے جو موصوف اپنی صفت نبوت سے متصف ہو کر آدم علیہ السلام سے پہلے موجود تھا اس کی حقیقت کیا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح سے پہلے اپنے حبیب کی روح کو پیدا فرمایا اور اسی وقت خلعتِ نبوۃ سے سرفراز کیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ نور محمدی ﷺ' اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہتا اور سارے فرشتے حضور ﷺ کی تسبیح سُن کر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے۔

☆☆☆☆☆☆

امام المفسرین ابن جریر لکھتے ہیں **یعنی بالنور محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم الذی انار اللہ بہ الحق واظھر بہ الاسلام ومحق بہ الشرک فھو نور لمن استنار بہ** (تفسیر ابن جریر) یعنی نور سے مراد یہاں ذات پاک محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء ہے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کر دیا۔ اسلام کو ظاہر فرمایا' شرک کو نیست و نابود کیا۔ حضور ﷺ نور ہیں مگر اس کے لئے جو اس نور سے دل کی آنکھوں کو روشن کرنا چاہے۔ اللہ تعالیٰ اس نور مجسم کی تابانیوں اور درخشانیوں سے ہمارے آئینہ دل منور فرمائے اور اپنے محبوب کی غلامی اور محبت کی سعادت سے بہرہ اندوز فرمائے' آمین۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو نور فرما رہا ہے تو کسی کو کیا اعتراض؟ کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔ یہ کہنا کہ 'نور' سے بھی قرآن کریم مراد ہے درست نہیں کیونکہ واؤ عاطفہ تغایُر پر دلالت کرتی ہے (تفسیر ضیاء القرآن)

حضور انور ﷺ دنیا میں آ کر نور نہ بنے۔ کسی سے نورانیت حاصل نہ کی بلکہ رب تعالیٰ کی طرف سے اس کی عطا سے نور بن کر دنیا میں آئے۔ حضور ﷺ کی تمام صفات ربانی ہیں۔ ہم صرف انسانیت لے کر دنیا میں آتے ہیں باقی تمام

صفات عالم، حاکم، حافظ، قاری، ڈاکٹر، انجنیر ...... یہاں آکر بنتے ہیں اور یہ تمام صفات یہاں ہی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ صرف انسانیت لے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ سب کچھ رب تعالیٰ کی طرف سے لائے اور اُن میں سے کوئی صفت دنیا میں چھوڑ کر نہ گئے۔ تمام صفات سے اب بھی موصوف۔ آپ اب بھی رسول، نور، برہان، شفیع ہیں اور رہیں گے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں۔ کسی کے بجھائے بجھ نہیں سکتے۔ گیس، بجلی، چراغ ...... انسان کے مصنوعاتی نور ہیں تو انہیں انسان بجھا دیتا ہے مگر چاند، سورج ربانی نور ہیں کسی کے بجھائے نہیں بجھتے۔ حضور ﷺ کا نور کوئی نہیں بجھا سکتا۔ خیال رہے کہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کرے۔ یہ نور دو قسم کا ہوتا ہے۔ نور حسی جیسے سورج، چاند، تارے، بجلی، گیس، چراغ وغیرہ جس سے آنکھیں منور ہوتی ہیں۔۔۔ دوسرا نور عقلی جیسے حضور ﷺ، قرآن، یا علم کہ ان سے عقل منور ہوتی ہے۔ یہاں نور عقلی مراد ہے۔ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے جو حضور ﷺ لے کر تشریف لائے۔ مبین کتاب کی صفت ہے بمعنی ظاہر کرنے والی، چونکہ قرآن مجید نے غیبی خبریں، شرعی احکام، رب تعالیٰ کی ذات وصفات، معاش ومعاد کو ظاہر فرمایا اس لئے اسے مبین فرمایا گیا۔ تفسیر روح المعانی نے نور کی تفسیر میں یہاں فرمایا **ھو نور الانوار والنبی المختار** ﷺ یہ ہی قتادہ اور زجاج کا قول ہے (تفسیر خازن، مدارک، بیضاوی، روح البیان، کبیر، تفسیر جلالین، جمل، تفسیر مظہری وغیرہ)

قرآن کریم نے اس کی تفسیر دوسرے مقام پر یہ ہی کی ہے کہ حضور ﷺ کو فرمایا ﴿**وَسِرَاجاً مُّنِيْرًا**﴾۔ خود حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا **انا من نور اللہ** میں اللہ تعالیٰ کا نور ہوں۔ چونکہ دنیا میں حضور ﷺ پہلے تشریف لائے اور قرآن مجید بعد میں نازل ہوا، نیز مومن کے دل میں پہلے حضور ﷺ جلوہ گر ہوتے ہیں بعد

میں قرآن مجید زبان پر اور ہاتھ میں آتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں قرآن مجید بعد میں پڑھتے ہیں۔ اس لئے نور کا ذکر پہلے ہوا اور کتاب کا ذکر بعد میں ہوا ہے۔ مزید یہ کہ کتاب نور سے دیکھی اور پڑھی جاتی ہے قرآن مجید' حضور ﷺ سے سیکھا سمجھا جاتا ہے۔

چونکہ حضور ﷺ کا نور کسی کوشش سے بجھ نہیں سکتا جیسے سورج و چاند کا نور۔ اس لئے من نور اللہ (اللہ تعالیٰ کے نور سے) فرمایا گیا۔ حضور ﷺ سے کونین چمکے' دل و جسم چمکے اور اس نور کے لئے کبھی چھپنا' بجھنا' غروب ہونا نہیں ہے --- یہ دائمی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بہت صفات بخشے ہیں جیسے حضور رسول اللہ' نبی اللہ' حبیب اللہ ہیں یونہی حضور نور اللہ ہیں۔ حضور ﷺ کی نورانیت صرف عقلی نہیں بلکہ حسی بھی ہے چنانچہ حضور انور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔ حضور انور ﷺ کے چہرہ انور سے نور دیکھا جاتا تھا۔ اس لئے حضور ﷺ کے اسماء طیبہ میں ایک نام نور بھی ہے۔ روح سب کی نور ہے۔ حضور ﷺ کا جسم اطہر بھی نور ہے' اولاد مطہرات بھی نور ہے اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین (دو نور والے) ہے' اس لئے کہ آپ کے نکاح میں حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں سیدہ رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگے پیچھے آئیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

جیسے عیسیٰ علیہ السلام کلمتہ اللہ اور روح منہ یعنی روح اللہ ہیں یونہی حضور ﷺ ﴿مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ﴾ یعنی نور اللہ ہیں۔ کسی شہر کو منورہ نہیں کہا جاتا بجز مدینہ منورہ۔۔ یہ شہر نورانی اس لئے کہلایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے نور کا ظہور ہے۔ ان کی تجلی گاہ ہے۔

حضور ﷺ کی نورانیت میں کمی نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور ہیں۔

ابن قطان نے اپنی کتاب 'الاحکام' میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے **قال کنت نوراً بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام** یعنی میں نور تھا اور آدم علیہ السلام کی آفرینش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کریم کے حریم ناز میں باریاب تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واطیب التحیات سے پوچھا یارسول اللہ **بابی انت وامی اخبرنی عن اوّل شیئی خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك** (رواہ عبدالرزاق بسندہ) یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ مجھے یہ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کونسی چیز پیدا کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جابرؓ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔

ان صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی ذات والا صفات عالم امکان میں سب سے مقدم ہے۔ آدم وابراہیم علیہما السلام بلکہ عرش وکرسی سے بھی بہت پہلے ہے۔

☆☆☆☆☆☆

نورِ مصطفےٰ کی عمر:

ترسٹھ سال یہ رسول اللہ ﷺ کی بشریت کی عمر ہے۔۔ نور مصطفےٰ کی عمر کا اندازہ لگاؤ' میرے رسول نے حضرت جبرئیل سے پوچھا تھا ۔۔ اے جبرئیل ذرا یہ بتاؤ

تمہاری عمر کیا ہے؟ حضرت جبرئیل نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ صحیح عمر کا اندازہ نہیں' بس اسی سے اندازہ لگا لیجئے کہ میں عرش کے اُوپر ستر ہزار سال کے بعد ایک تارہ دیکھتا تھا جس کو بہتر ہزار سال تک میں نے دیکھا اور اب وہ نظر نہیں آ رہا ہے تو حضور ﷺ مسکرا کر کہتے ہیں کہ وہ میرا ہی نور تھا **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** ۔سب سے پہلی مخلوق حضور ﷺ کا نور ہے۔۔رسول ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں مگر آج بھی حیّ ہیں۔آج بھی باحیات ہیں۔آج بھی عمر کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔

حضور ﷺ کی بشریت:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر نورِ مصطفیٰ قدسی ہے' نور مصطفیٰ لاہوتی ہے تو پھر رسول عربی کون تھے؟ رسول مکی کون تھے؟ ہاشمی کون تھے؟ مدنی کون تھے؟ یہ قریشی کون تھے؟ یہ مطلبی کون تھے؟ حضرت آمنہ کی گود میں کون ستارا چمکا؟ عبدالمطلب کے گھر کون پیدا ہوئے؟ یہ عبداللہ کے لال کون بن گئے؟ ان سب سوالات کا مختصر جواب یہ ہے کہ جس کو تم مکی و مدنی' ہاشمی و مطلبی کہہ رہے ہو' وہ نور مصطفیٰ نہیں ہے وہ تو بشریت مصطفیٰ ہے۔۔جو مکی ہے وہ بشریت مصطفیٰ ہے جو مدنی ہے وہ بشریت مصطفیٰ ہے جو ہاشمی و مطلبی ہے وہ بشریت مصطفیٰ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے رسول کی بشریت وہاں ہے جہاں رسالت لگی ہوئی ہے۔ مقام بشریت میں آتے ہیں تو رسول ہوتے ہیں' مقام بشریت میں آتے ہیں تو مقام رسالت پر فائز نظر آتے ہیں۔۔تو معلوم ہوا کہ ہم اُن کی بشریت ہی تک نہ پہنچ سکے تو مقام نورانیت کو کیا پہونچیں گے۔ **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

تم جس کو عربی کہتے ہو وہ نور مصطفےٰ نہیں ہے وہ بشریت مصطفےٰ ہے۔۔ وہ بشریت مصطفےٰ ہے جو مطلبی ہے' وہ بشریت مصطفےٰ ہے جو ہاشمی ہے' وہ بشریت مصطفےٰ ہے حضرت آمنہ کے گھر میں جس کا ظہور ہوا ہے۔۔ نور مصطفےٰ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آیا ہے۔ الغرض نور قدسی ہے اور بشریت عربی ہے۔ نور قدسی کو عربی بشریت میں اگر نہ بھیجا جاتا تو ہم کو ہدایت کیسے ملتی؟ نبی کی نبوت کے لئے بشر ہونا ضروری نہیں ہے۔ میرے رسول نے کہا **کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد** میں اس وقت نبی تھا جس وقت آدم علیہ السلام روح وجسد کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام ابھی پیدا ابھی نہیں ہوئے تھے نور مصطفےٰ جگمگا رہا تھا۔ اگر نبوت کے لئے بشریت ضروری ہوتی تو ابوالبشر کے وجود سے پہلے کسی نبی کا تصور کیسے کیا جاسکتا تھا۔ معلوم ہوا کہ نبی کے لئے بشر ہونا ضروری نہیں ہے۔۔ البتہ ہماری ہدایت کے لئے' ہماری رہبری کے لئے نبی کا جامہ بشری میں آنا ضروری ہے۔ رسول بشریت کے محتاج نہیں ہیں بلکہ ہم محتاج ہیں۔ اگر آپ اس لباس میں نہ آتے تو ہمیں کیسے ہدایت ملتی' ہمیں کیسے رہنمائی ملتی' ہمیں کیسے راہ نجات ملتی' راہ نجات ہمارے سامنے کیسے کھلتی۔۔ معلوم ہوا کہ نور مصطفےٰ اپنی نبوت وکمالات میں جامہ بشریت کا محتاج نہ تھا۔ ہم اُن سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے اُن کے لباس بشری کے محتاج تھے۔

☆☆☆☆☆☆

بدقسمتی سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو رسالت پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حضور اکرم ﷺ کو ایک عام انسان کی حیثیت سے دیکھتے ہیں رسول کریم ﷺ کے مرتبہ ومقام اور منصب کا کوئی خیال بھی نہیں کرتے اور حضور ﷺ

کے زمانہ کے کفار کی طرح ﴿مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾ ہم تو تم کو اپنے جیسا بشر ہی دیکھتے ہیں' کا باطل نعرہ لگاتے ہیں۔ کفار تو کہا کرتے تھے ﴿مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر' نبی کو بشر اور مٹی کہنے والا سب سے پہلے ابلیس (شیطان) ہے ﴿قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ میں گوارہ نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا بجنے والی مٹی سے ﴿اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ ۔ ابلیس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا آج بھی یہی ابلیسی باطل نعرے مختلف جماعتوں کی جانب سے لگائے جا رہے ہیں۔

اور آیۃ مبارکہ ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ جیسے نبی اور غیر نبی میں صرف وحی کا فرق ہے باقی تمام اوصاف میں وہ عام انسانوں کے برابر ہیں۔ نبی اخلاقی' روحانی' دماغی' قلبی' علمی' عملی حیثیت سے عبدہ ہو کر انسانوں سے بہت بلند اور علانیہ ممتاز ہوتا ہے۔ نبی آمر' ناہی' مزکی' حاکم' نور ہادی' شارع اور داعی الی اللہ ہوتا ہے۔ نبی کی ذات کو اللہ تعالیٰ کائنات کے لئے روشنی کا مینار بناتا ہے اور نبی کا قول' عمل' سیرت و کردار' دین اور شریعت قرار پاتے ہیں۔ وحی والے اور بے وحی والے انسانوں میں خود وحی اور عدم وحی کے سینکڑوں لوازم و خصائص اور اوصاف کا فرق پیدا ہوتا ہے۔ جب صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کے اتباع میں کئی کئی دن متصل نفلی روزے رکھنے لگے تو آپ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا **ایکم مثلی** تم میں کون میرے مثل ہے؟ **یطعمنی ویسقنی** (بخاری) میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ تو کیا عام انسانوں کو بھی یہ روحانی غذا اور روحانی سیرابی میسر آتی ہے؟ اور کیا وحی کے علاوہ دوسری حیثیتوں سے بھی مثلیت کی اس میں نفی نہیں ہے؟

نیند کی حالت میں نبی کے قلب اطہر اور اس کے احساسات کا غافل نہ ہونا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہے لیکن دل نہیں سوتا۔ کیا یہی کیفیت عام انسانوں کے دل کی بھی ہے۔؟

لوگوں کو نماز کی صفوں کو درست رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں بخدا تمہارے رکوع وسجود اور خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں کیا عام انسانوں کی قوت بصارت کا یہی عالم ہے؟

جبکہ کتاب مجید میں فرمایا ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۔ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ (النجم/ ۱۷) (حضور ﷺ کی نگاہیں نہ ٹھہری ہوئی اور نہ بڑھی (نہیں جھپکی) بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں) کیا اسی شان سے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ کسی اور آنکھ کو حاصل ہوا؟

حضور سرور انبیاء علیہ السلام کی نسبت سے امہات المومنین کو جو مرتبہ ومقام اور شرف حاصل ہوا ہے وہ عام عورتوں کو حاصل نہیں ہوا ہے امہات المومنین سب سے ممتاز ہیں ۔﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (الاحزاب/۳۲) 'اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کے مانند'

'النسآء' میں صنف نازک کا ہر فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی۔ جس سے ثابت ہے کہ ازواج النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر اور شان خاص کا حامل ہے۔ دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی ان کا ہمسر نہیں ۔ نبی کریم ﷺ کی مصاحبت کے باعث ان کا اجر دنیا بھر کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ان کے درجات اور احکام جداگانہ ہیں۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں تو خود حضور ﷺ تو بدرجہا اس کے سزاوار ہیں 'کاحد من الرجال' ہیں یعنی

آپ ایسے نہیں ہیں جیسے ہر مرد اپنے خصائص وکمالات میں عام انسانوں سے بدرجہا بلند تر اور ممتاز ہیں اور حضور ﷺ کی بیویاں تمام جہاں کی عورتوں سے افضل ہیں ۔کیونکہ یہاں 'النساء' میں کوئی قید نہیں ۔حضرت مریم اور حضرت آسیہ رضی اللہ تعالی عنہما اپنے اپنے وقت کی عورتوں سے افضل تھیں لیکن حضور ﷺ کی ازواج پاک ہر زمانہ کی بیویوں سے افضل وبہتر ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل کے لئے فرمایا گیا کہ ﴿فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ ہم نے تم کو تمام عالم والوں پر بزرگی دی تو اس زمانہ کے لوگوں پر واقعی وہ افضل تھے اور اب غلامان مصطفےٰ علیہ السلام سب امتوں سے افضل۔

﴿تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ (سورہ فرقان) بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہانوں کو ڈر سنانے والا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ﴾ (سورہ فتح) اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالی جو رب العالمین ہے اپنی پہچان اور تعارف اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعہ سے کرائی ہے۔ اے مسلمانو! اگر اللہ تعالیٰ کو جاننا چاہتے ہو تو اس طرح پہچانو کہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت، علم، کرم، رحمت اور تمام صفات کا نظارہ کرنا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا چاہیے آپ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہر ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں ہماری کتاب 'مظہر ذات ذوالجلال')

☆☆☆☆☆☆

رسول اکرم ﷺ کے تین لباس:

تفسیر روح البیان میں وضاحت ہے کہ میرے رسول ﷺ کے تین لباس ہیں۔ لباس بشری، لباس ملکی اور لباس حقیقی۔

لباس بشری: لباس بشری وہ ہے جس صورت میں رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے آئے۔ لباس بشری کو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کہلایا گیا ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (کہف/۱۱۰)

(اے پیکر رعنائی وزیبائی) آپ فرمایئے کہ میں بشر ہی ہوں تمہاری طرح، وحی کیجاتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود تو صرف ایک معبود ہے۔

یہ لباس بشری کی بولی ہے۔۔ اللہ نے اپنے محبوب سے کہا تھا کہ آپ اُن سے کہو کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ قل کے مخاطب کون ہیں۔ کیا صدیق اکبر سے کہو؟ کیا فاروق اعظم سے کہو؟ کیا عثمان غنی سے کہو؟ کیا علی مرتضیٰ سے کہو؟ کیا سلمان فارسی و بلال حبشی سے کہو؟ جواب یہ ہے کہ اِن ماننے والوں سے نہ کہو، دامن سے وابستہ رہنے والوں سے نہ کہو۔۔ بلکہ اُن سے کہو جو ایمان سے باہر ہیں۔ اسی لئے مفسرین فرماتے ہیں کہ **قـــل** کے مخاطب مشرکین و کفار ہیں۔ تو اے محبوب! کافروں سے کہو، مشرکوں سے کہو، ابوجہل، ابوجہلیوں سے کہو، عتبہ و شیبہ سے کہو، ولید بن مغیرہ سے کہو۔۔ ماننے والوں سے نہ کہو بلکہ نہ ماننے والوں سے کہو۔ تفسیر نے وضاحت کردی کہ **قــل** کے مخاطب کفار و مشرکین ہوئے۔۔ اب اگر کوئی کہے کہ قرآن مجھ سے کہتا ہے کہ **قــل** کے مخاطب ہم ہیں، رسول اللہ ﷺ ہم سے کہتے ہیں تو یہ اُن میں سے نکلا اور اُن میں پہنچ گیا **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

قرآن و حدیث میں کہیں ہمیں یہ مثال نہیں ملتی کہ نبی نے اپنے ماننے والوں سے

کہا ہو کہ ہم تمہاری طرح بشر ہیں اور نہ ہی کسی ماننے والے نے اپنے نبی سے کہا ہو کہ ہم تمہاری طرح بشر ہیں۔۔ ہاں یہ ملے گا کہ نبی نے کافروں سے کہا اور کافروں نے نبی سے کہا ہے۔ نبی نے حکمۃً اور مصلحتاً جو بھی مقصد ہے کافروں سے کہا اور کافروں نے تحقیراً استہزاءً جو بھی اس کا مقصد ہو۔۔ نبی سے کہا کہ تم ہماری طرح بشر ہو۔

صحابہ کرام' تابعین عظام' ائمہ مجتہدین' امام اعظم' امام شافعی' امام مالک' امام احمد بن حنبل کسی نے بھی رسول سے یہ نہیں کہا کہ آپ ہماری طرح بشر ہیں۔۔ بلکہ صحابہ کرام کی یہ بولی ہے کہ **اینا مثلہ** یعنی ہم میں کون ہے جو اُن کی طرح ہے اور رسول کیا کہتے ہیں **ایکم مثلی** کیا تم میری طرح ہو۔ ماننے والوں نے کہا کہ آپ ہماری طرح نہیں ہیں اور رسول نے کہا کہ تم میری طرح نہیں ہو۔

☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کی ذات بے ہمتا کا ادراک انسان کے بس کا روگ نہیں' نہ اُس کے ظاہری حواس میں یہ تاب ہے اور نہ اُس کے باطنی حواس میں یہ قوت ہے کہ اس کی حقیقت کو پہچان سکیں۔ عقل انسانی اپنی ترکتازیوں اور بلند پروازیوں کے باوجود اس کی عظمتوں کے سامنے سرنگوں ہے۔ ذات رسالت ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت' عظمت' حکمت و کبریائی کے جلوے چمک رہے ہیں۔ نبی کی ذات اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتی ہے۔ نبی کی ذات ایک ایسا آئینہ ہوتی ہے جہاں دیدۂ بینا کو قدرت الٰہی کے ایسے جلوے نظر آتے ہیں جو اور کہیں دکھائی نہیں دیتے۔۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس واطہر تجلیات احسانیہ اور انوار رحمانیہ کی ایسی تجلی گاہ ہے کہ عرش عظیم کو بھی اس سے کوئی نسبت نہیں۔ جس کسی نے حسن مصطفوی کو جتنا جانا' جس قدر پہچانا اور جس قدر چاہا اتنا ہی اُسے عرفان خداوندی نصیب ہوا۔

ہر انسان کا مزاج یکساں نہیں ہوتا' بعض طبیعتیں اتنی غلط اندیش اور اُن کی عقلیں اتنی اوندھی ہوتی ہیں کہ جہاں کہیں کمال کی ذرا سی جھلک دیکھی' اُسے اپنا معبود اور خدا بنالیا اور اس کے سامنے سربسجود ہوگئے۔ یہودیوں نے حضرت عزیر کو فقط اس لئے خدا کا بیٹا کہنا شروع کردیا کہ انھیں توراۃ نوک برزبان تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چند معجزات دکھائے تو لوگوں نے انھیں کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔ اس غلط فہمی کا سد باب کرنے کے لیے ہر نبی نے جہاں اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی اور اس کی صداقت ثابت کرنے کے لیے اپنے خداداد کمال کا اظہار فرمایا وہاں کھلے اور واضح انداز میں یہ تصریح بھی کردی کہ وہ بایں ہمہ کمال وخوبی خدا نہیں بلکہ خدا کے بندے ہیں۔ خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں۔ معبود نہیں بلکہ عابد ہیں۔ جب جزوی کمالات سے ایسی غلط فہمیاں پیدا ہوں جن کی گرفت میں آج بھی بے شمار لوگ پھڑک رہے ہیں تو وہ ذات اقدس جو جمال وکمال کا مظہر اتم بنائی گئی اُس کے متعلق طرح طرح کی غلط فہیوں کا پیدا ہونا بعید از قیاس نہ تھا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ اس غلط فہمی کے سارے امکانات ختم کردیے جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تمام کمالات سے **علی وجہ الاتم** متصف کرنے کے باوجود اس آیت میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾

علمائے سلف نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اظہار تواضع کے لیے یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس فتنے کو روز اول سے ہی ختم کردیا جائے۔ علامہ ثناء اللہ پانی پتی' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں: **قال ابن عباس علم الله تعالىٰ عزوجل رسوله ﷺ التواضع لئلا يزهى علىٰ خلقه ـــ قلت فيه سد لباب الفتنة افتتن**

بها النصارىٰ حين رأوا عيسىٰ يبرئ الاكمه والابرص ويُحيى الموتىٰ وقد اعطى الله تعالىٰ لنبينا ﷺ من المعجزات اضعاف مااعطى عيسىٰ عليه السلام فامرهٗ باقرار العبودية وتوحيد البارى لاشريك لهٗ ۔

صاحب کمال کا اظہارِ تواضع بھی اس کا کمال ہوتا ہے لیکن بعض کج فہم اور حقیقت ناشناس لوگ اس آیت کو کمالات نبوت کے انکار کی دلیل بناتے ہیں۔

حضور ﷺ کی دیگر صفات کی طرح نبوت وبشریت حضور ﷺ کی صفتیں ہیں۔ اہل معرفت کی اصطلاح میں اسی نور کو حقیقتِ محمدیہ کہا جاتا ہے اور حقیقتِ محمدیہ حقیقة الحقائق ہے۔ وبهذا الاعتبار سمّى المصطفىٰ بنور الانوار وباب الارواح (زرقانی) یعنی اسی وجہ سے حضور ﷺ کو نور الانوار اور تمام ارواح کا باب کہا جاتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

'جاننا چاہئے کہ پیدائشِ محمدی ﷺ تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افرادِ عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی' کیونکہ حضور ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے خُلقتُ من نور الله کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش اس امکان سے پیدا ہوئی ہے جو صفاتِ اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکناتِ عالم میں ثابت ہے۔ ممکناتِ عالم کے صحیفہ کو خواہ کتنا ہی باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے لیکن حضور ﷺ کا وجود مشہود نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کی خلقت وامکان کا منشاء عالمِ ممکنات میں ہے ہی نہیں' کیونکہ اس عالم سے برتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا' نیز عالمِ شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب جہان میں ان سے لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے (دفتر سوم ترجمہ مکتوب)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ صفتِ بشریت سے متصف ہیں اور حضور ﷺ کی بشریت کا مطلقاً انکار غلط' سرتا پا غلط ہے' لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضور ﷺ کو بشر کہنا درست ہے یا نہیں۔ جملہ اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ پُرنور کی تعظیم وتکریم فرضِ عین ہے اور ادنیٰ سی بے ادبی سے ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے ﴿وتعزروہ وتوقروہ﴾ اب دیکھنا یہ ہے کہ بشر کہنے میں تعظیم ہے یا تنقیص' ادب واحترام ہے یا سوءِ ادبی۔ پہلی صورت میں بشر کہنا جائز ہوگا اور دوسری میں ناجائز۔ مہرِ سپہرِ علم وعرفان حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اس عقدہ کا جو حل پیش کیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔ آپ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ بشر مفہوماً اور مصداقاً متضمن بکمال ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو بشر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا۔ ارشادِ باری ہے: ﴿**مامنعك ان لا تسجد لما خلقت بیدی**﴾ (اے ابلیس جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اُس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا) کیونکہ اس پیکرِ خاکی کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ لگنے کی عزت نصیب ہوئی۔ اس لئے اُسے بشر کہا گیا ہے۔ اس خاک کے پتلے کی اس سے بڑھ کر عزت افزائی کیا ہو سکتی ہے' نیز یہی بشر ہے جو آپ کے الفاظ میں کمال اتجلاء کے لئے مظہر بنایا گیا ہے اور ملائکہ بوجہ نقص مظہریت کمال سے محروم ٹھہرے۔ یہ دونوں چیزیں اگر ذہن نشین ہوں تو بشر کہنا عین تعظیم وتکریم ہے مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس وناکس سوائے اہلِ تحقیق واہلِ عرفان رسائی نہیں رکھتا لہذا اطلاق لفظ بشر میں خواص بلکہ اخص الخواص کا حکم عوام سے علحدہ ہے۔ خواص کے لئے جائز اور عوام کے لئے بغیر زیادت لفظ دال بر تعظیم ناجائز ہے۔ (فتاویٰ مہریہ)

غور طلب بات یہ ہے کہ یہ مماثلت کس چیز میں ہے۔ مراتب و درجات وہبی ہوں یا کسبی' کمالات علمی ہوں یا عملی' عادات و خصائل رُوح پُر نور بلکہ جسم عنصری تک میں کسی کو مماثلت تو کجا ادنیٰ مناسبت بھی نہیں۔ پھر یہ مماثلت جس کا ذکر اس آیت میں ہے کونسی ہے اور کہاں پائی جاتی ہے۔ یقیناً صرف ایک بات میں مماثلت ہے وہ یہ ہے کہ ﴿انہ' لاالہ الا ھو﴾ وہ بھی ایک خدائے وحدہ' لاشریک کا بندہ ہے جس کے تم بندے ہو' اس کا بھی وہی خالق و مالک ہے جو تمہارا خالق و مالک ہے۔

☆☆☆☆☆☆

لباس ملکی: لباس ملکی وہ ہے کہ جب میرا رسول اس صورت کو اختیار فرماتا ہے تو اس دنیاوی مادی کھانے پینے سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے اور ذکر الٰہی اور تسبیح ربانی اس کی غذا بن جاتی ہے۔ وہ صوم وصال کی بات یاد رکھنا جب میرے رسول روزے پر روزہ رکھتے رہے اور صحابہ کرام نے بھی اتباع کیا۔ صحابہ کرام کے چہرے پر نقاہت کے آثار ظاہر ہوئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے۔۔ کہا' حضور آپ نے بغیر سحری اور افطار کیے روزے پر روزہ رکھنا شروع کیا۔۔ ہم نے بھی شروع کر دیا' تو سرکار رسالت ﷺ نے کہا **لست کاحد منکم** میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ **ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی** میں تو اپنے رب کے یہاں شب باشی کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ میں تمہاری طرح نہیں۔ یہ بولی کون سی بولی ہے۔ یہ صورت ملکی کی بولی ہے۔

حضور تاجدار رسالت ﷺ فرماتے ہیں: **یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی** اے ابوبکر! تم محرم اسرار نبوی ضرور ہو' تم مظہر علوم مصطفوی ضرور ہو' مگر

میری حقیقت کو تم نے بھی نہیں سمجھا۔ حدیث شریف کے الفاظ **لم یعرفنی حقیقة غیر ربی** میرے رب کے سوا کسی نے نہیں سمجھا۔ حاصل مقصد یہ ہوا کہ رب تعالیٰ کے سوا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نہیں سمجھا' میکائیل علیہ السلام نے نہیں سمجھا' رب کے سوا حضرت آدم ونوح علیہما السلام نے نہ سمجھا' رب کے سوا حضرت کلیم ومسیح علیہما السلام نے نہیں سمجھا' رب کے سوا صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نہیں سمجھا' رب کے سوا عثمان غنی وعلی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نہیں سمجھا' رب کے سوا بلال حبشی وسلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نہیں سمجھا۔ جنھوں نے دیکھا انہوں نے نہیں سمجھا' جو صحبت میں بیٹھے رہے وہ نہیں سمجھے' جو جلوت وخلوت کے ساتھی تھے انہوں نے نہیں سمجھا۔۔ غرض کہ اُس دَور والوں نے نہیں سمجھا' مگر اِس دَور والوں نے اپنی طرح سمجھ لیا **اللهم صل علٰى سيدنا محمد وعلٰى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه** ۔

☆☆☆☆☆☆

نسیم الریاض شرح شفا شریف قاضی عیاض میں ہے **الانبیاء علیهم السلام من جهة الاجسام والظواهر مع البشر والوطنهم وقواهم الروحانية ملكية لذا نرئ مشارق الارض ومغاربها وتسمع ميط السماء وتشم رائحة الجبرئيل اذا اراد النزول عليهم** یعنی انبیاء کرام اپنے ظاہری اجسام کے لحاظ سے آدمیوں کے ساتھ نظر آرہے ہیں مگر ان کا باطن اور ان کی روحانی قوتیں ملکی ہیں۔ ملکوتی شان رکھتی ہیں۔ اسی لئے یہ زمین کے مغربوں کو بھی دیکھ رہے ہیں اور زمین کی مشرقوں کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ شمال' جنوب' مشرق' مغرب کوئی

بھی ان سے پوشیدہ نہیں ہے اور یہی قوت ملکیہ ہے جس کی وجہ سے یہ آسمان کی چرچراہٹ کی آواز کو سنتے ہیں۔ یہی قوت ملکیہ ہے جس کی وجہ سے جب حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرہ سے نازل ہونے کے لئے ارادہ کرتے ہیں تو یہ سونگھ لیتے ہیں کہ وہ آ رہے ہیں۔

بہرحال حضرت جبرئیل علیہ السلام جب سدرہ سے انبیاء پر نزول کا ارادہ فرماتے ہیں تو یہ سُونگھ لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ وہ آ رہے ہیں۔ سدرہ کتنے اُوپر ہے؟ یہاں سے پہلے آسمان کا جو راستہ ہے وہ پانچ سو برس کا راستہ ہے اور آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو برس کے راستہ کی ہے۔ اور اب معلوم نہیں کہ پانچ سو برس کا راستہ کس سواری کا ہے۔ اس کی کوئی صراحت نہیں ملتی' بہرحال پانچ سو برس کا راستہ ہے تو گویا ایک ہزار برس کا راستہ یہ آسمان اور ایک ہزار برس کا راستہ دوسرا آسمان' تو سات آسمان تک سات ہزار برس کا راستہ اور اس کے اُوپر سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں سے ابھی ارادہ کیا' چلے نہیں بلکہ صرف ارادہ کیا' اور یہاں پتہ چل گیا۔ جب وہ ارادہ کو سمجھ لیتے ہیں تو اگر ہم یاد کریں تو اُسے کیسے نہ سُنیں گے۔

☆☆☆☆☆☆

لباس حقیقی: لباس حقیقی کے بارے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ **لی مع الله وقت لایسعنی فیه ملك مقرب ولا نبی مرسل** میرے لئے میرے رب کے ساتھ ایسا وقت بھی آتا ہے کہ وہاں ملک مقرب یعنی قریبی فرشتے کی گنجائش ہے نہ نبی مرسل کی گنجائش ہے۔ معراج کا وہ پیارا واقعہ کہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام ساتھ ہیں اور سرکار ﷺ ساتھ ساتھ جا رہے ہیں اور اس کے بعد عالم بشریت کو

طے کیا۔ جب ہمارے رسول نے آسمان کی سیر کا ارادہ فرمایا' عرش پر جانے کا ارادہ فرمایا تو عالم بشریت میں لباس بشری کے ساتھ نظر آئے۔ عالم ملکوت میں لباس ملکی کے ساتھ دیکھے گئے۔ جہاں پہنچ رہے ہیں وہاں کا لباس اختیار فرما رہے ہیں۔ عالم بشریت کے بعد عالم ملکوت کو طے کیا' عالم ارواح' عالم عناصر سب کو طے کرتے ہوئے میرے رسول ﷺ ایک ایسی منزل پر پہونچے جہاں جبرئیل علیہ السلام سے اللہ کے رسول نے کہا اے جبرئیل یہاں کیوں ٹھہر رہے ہو' یہاں رفاقت کیوں ختم ہو رہی ہے۔ مکہ سے تمہارا ساتھ ہے' سدرہ پر آکر کیوں ٹھہر گئے؟ آگے چلو' سیدنا جبرئیل نے کیا معروضہ پیش کیا تھا جس کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان میں یوں فرمایا ہے:

اگر یک سر موئے برتر پرم　　　فروغ تجلی بسوزد پرم

یا رسول اللہ ﷺ ! اگر ایک بال کے برابر بھی آگے بڑھ جاؤ گا تو تجلی کے فروغ سے میرے پَر جل جائیں گے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے عرض کرنے کا منشاء یہ ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ جب آپ عالم بشریت میں تھے' لباس بشری میں تھے۔ میں آپ کے ساتھ ساتھ تھا اور جب عالم ملکوتی میں تھے' میں آپ کے ساتھ ساتھ تھا۔ مگر اے محبوب! اب آپ کی حقیقت بے حجاب ہونے والی ہے۔ سرکار اگر میں آپ کے ساتھ چلا تو آپ کی تجلی کے فروغ سے میرے پَر جل جائیں گے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** اب میں آپ کے ساتھ رہنے کی صلاحیت نہیں رکھتا' اب میں آپ کے ساتھ چلنے کی استعداد نہیں رکھتا۔۔ اب میں آپ کی حقیقت کی تاب لانے کی قوت وتوانائی نہیں رکھتا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے کہنے کا منشاء یہ تھا کہ اگر میں ایک بال کے برابر بھی اُوپر گیا تو اللہ تعالٰی کی تجلی سے میرے پَر جل جائیں گے۔

اچھا دیکھو جبرئیل علیہ السلام کیا کہتے ہیں۔ اگر میں اُوپر گیا تو اللہ تعالیٰ کی تجلی کے فروغ سے میرے پَر جل جائیں گے۔ تو پھر اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کو یہ کہنا چاہئے تھا اے اللہ کے رسول! آگے نہ جایئے' میرا مشورہ مان لیں۔ ٹھہر جایئے' کہاں جارہے ہو۔۔اس لئے کہ جب سدرہ والا جل سکتا ہے تو مکہ والا کیسے بچ سکتا ہے۔ جب معصوم فرشتہ جل سکتا ہے تو دھرتی پر رہنے والا کیسے بچ سکتا ہے۔ جب نوری مخلوق جل سکتی ہے تو اے محبوب آپ کی بشریت کی ترکیب تو عناصر اربعہ سے ہوئی ہے تو آپ کیسے بچ سکتے ہیں۔ میرا معروضہ آپ قبول فرمائیں' مجھے آپ کہاں دعوت دے رہے ہیں۔آپ بھی ٹھہر جایئے۔ بڑی خطرناک منزل ہے۔۔۔ ایسا نہیں ہوا بلکہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو سدرہ کے آگے جانے دیا اور خود رُک گئے۔ معروضہ تک پیش نہ کیا۔۔تو پتہ چلا کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام' رسول اللہ ﷺ کو اپنی طرح نہ سمجھتے تھے اور اپنے کو رسول اللہ ﷺ کی طرح نہ سمجھتے تھے۔اگر رسول اللہ ﷺ کو اپنی طرح سمجھتے تو ٹھہرا لیتے۔۔اور اپنے کو رسول اللہ ﷺ کی طرح سمجھتے تو آگے بڑھ جاتے۔

اے عقل والو! اے دین والو! اے قیامت کی تپتی ہوئی دھوپ میں رسول اکرم ﷺ کی شفاعت کے امیدوارو! میں تمہیں دعوتِ غور وفکر دے رہا ہوں کہ سید الملائکہ اپنی طرح نہ سمجھ سکے' قرآن وانجیل وزبور کا لانے والا اپنی طرح نہ سمجھ سکے' صاحب سدرہ اپنی طرح نہ سمجھ سکے' تو اب اگر دو ٹانگ کا جانور اپنی طرح سمجھے تو اُس کی دماغ کی خرابی نہیں تو اور کیا ہے **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه ۔**

☆☆☆☆☆☆

اوّل و آخر:

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (الحدید/۳) وہی اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت کے متعلق حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت حمد خدا بھی ہے اور یہی آیت نعت مصطفیٰ بھی ہے۔ یہ صفاتِ الٰہی بھی ہیں اور صفاتِ رسول بھی ہیں۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر   وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

حضور ﷺ اوّل بھی ہیں اور آخر بھی سب سے پہلے پیدا کیے گئے اور سب سے آخر بھیجے گئے۔ خصائص الکبریٰ میں ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ معراج کی رات حضور ﷺ کو کچھ احباب ملے۔ انھوں نے ان الفاظ میں آپ پر سلام پڑھا: **السلام عليك يا اول السلام عليك يا آخر السلام عليك يا حاشر**۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ سلام کرنے والے حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ معلوم ہوا کہ انبیائے سابقہ بھی آپ کو اول اور آخر کہہ کر پکارتے تھے۔

پھر وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ نہ فرشتے نہ آسمان نہ چاند تھا نہ سورج نہ جن تھے نہ انسان نہ مٹی تھی نہ پانی نہ آگ تھی اور نہ ہوا۔ غرض کہ کائنات کی کسی شئے کا وجود نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے باقی مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔

ایک سے قلم' دوسرے سے لوحِ محفوظ' تیسرے سے عرش' اور چوتھے سے باقی سب چیزیں پیدا فرمائیں۔ (مواہب لدنیہ' دلائل النبوۃ' مدارج النبوت)

عبادتِ نور:

یہ مخلوقِ اول نورِ کامل ﷺ ہزارہا برس تک خاص مقامِ قرب میں عبادتِ الٰہی کرتا رہا۔ ستر ہزار سال تک قیام فرمایا' پھر ستر ہزار سال رکوع میں رہا' تب سجدہ کیا تو صبح کی نماز فرض ہوگئی۔ سجدہ میں گئے تو ظہر اور عصر کی نماز' پھر قیام اور سجدہ ہوا تو مغرب کی نماز اور چوتھی بار عشاء کی نماز فرض ہوگئی۔

اُمت کے لئے استغفار:

پھر اس نور نے دو نفل ادا کئے' ایک ہزار برس قیام' ہزار سال رکوع' ہزار سال قومہ' ہزار سال سجدہ' ہزار برس جلسہ' ہزار برس دوسرے سجدہ میں رہے۔ اسی طرح دوسری رکعت بھی ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے میرے حبیب! تو نے میری عبادت کا حق ادا کر دیا ہے۔ میں نے تیری عبادت قبول کر لی ہے اب جو چاہے مانگ لے۔ حضور ﷺ نے عرض کی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے ایک قوم کا رہنما بنا کر روانہ فرمائے گا' بہ تقاضائے بشریت ان سے غلطیاں سرزد ہوں گی' میں آج اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔

اس مضمون کو علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں' علامہ عبدالباقی نے زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں' مُلا معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے معارج النبوۃ میں' علامہ یوسف نبہانی نے جواہر البحار میں تفصیلاً بیان فرمایا ہے: یہ نور مقامِ خاص میں کئی ہزار برس تک چمکتا رہا۔

روح البیان' سیرت حلبیہ' جواہر البحار کے علاوہ کئی کتابوں میں ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل! تمہاری عمر کتنی ہے؟ عرض کی حضور! اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب میں ہر ستر ہزار برس بعد ایک ستارہ چمکتا تھا اس کو میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے رب کے عزت وجلال کی قسم **انا ذٰلك الكوكب** وہ ستارہ میں ہی تھا۔

نورِ مقدس حضرت آدم علیہ السلام کے پاس:

اب وہ نورِ مقدس حضرت آدم علیہ السلام کی پشت اطہر میں ودیعت فرمایا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی پشت پر پرندے کی سی آواز سُنی۔ عرض کی' یا اللہ۔ یہ آواز کیا ہے جواب آیا کہ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ میرے محبوب کی تسبیح کی آواز ہے۔ میرا عہد پکڑو اور اسے پاک رحموں اور مقدس پشتوں میں امانت رکھنا۔ اب وہ نور چمکا' فرشتوں کو حکم ہوا سجدہ کیجئے' سب جھک گئے مگر ابلیس نے انکار کیا اور انکار کی سات دلیلیں پیش کیں' حکم ہوا کہ نکل جاؤ' تو میری بارگاہ سے دور کر دیا گیا ہے۔ تجھ پر قیامت تک میری لعنت برستی رہے گی۔ ادھر سجدہ کرنے والوں کو مراتب رفیعہ عطا کیے گئے۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ آدم کو سجدہ اس لئے ہوا کہ: **كان فى جبهته نور محمد** ﷺ ان کی پیشانی میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور تھا۔

انگوٹھوں کا چومنا:

حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ فرشتے ان کے پیچھے پیچھے پھرتے رہتے ہیں اور **سُبحان الله سُبحان الله** پڑھتے ہیں۔ عرض کی یا اللہ۔ یہ فرشتے میرے

پیچھے کیوں پھرتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ یہ میرے حبیب کے نور کی زیارت کرتے ہیں۔ عرض کی یا اللہ! یہ نور میری پیشانی میں ہونا چاہیے تاکہ فرشتے میرے آگے کھڑے ہوں۔ لہذا وہ نور پیشانی میں رکھ دیا گیا۔ وہ نور پیشانی آدم میں آفتاب کی طرح چمکتا رہا اور فرشتے صفیں باندھے اس کی زیارت کرتے رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی کہ میں بھی دیکھوں تو وہ نور ان کی انگلی میں ظاہر ہوا۔ انھوں نے چوم کر آنکھوں پر رکھا اور کہا: **قُرۃُ عینی بِكَ یا رسول الله** (روح البیان)

نورِ مصطفیٰ ﷺ کا پاک پشتوں میں منتقل ہونا:

سیدنا آدم علیہ السلام سے پھر وہ نور حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا۔ آپ آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے زیادہ حسین وجمیل تھے۔ جب حدِ بلوغ کو پہنچے تو ان سے اس نور کی حفاظت کا عہد لیا گیا کہ اس مقدس نور کو نہایت پاکیزہ طریقہ سے ارحامِ طاہرات واصلابِ طیبات تک پہنچائیں۔ چنانچہ یہ عہد نامہ قرن بعد ایک دوسرے تک وصول ہوتا رہا۔

اب وہ نورِ پاک انوش، قینان، مہلائیل یارد سے ہوتا ہوا حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ آپ تین سو پینسٹھ سال کی عمر میں زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے۔ پھر وہ نور متوشلخ لامک سے منتقل ہو کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آیا اسی نور کے صدقے کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔ جنابِ متوشلخ کے پاس ۹۶۹ سال، مالک کے پاس ۷۷۰ سال، حضرت نوح علیہ السلام کے پاس ایک ہزار سال۔ اس کے بعد جناب سام، ارفخشد، حضرت ہود علیہ السلام، جناب شالخ، فالج، اشروع، ارعونا حور سے ہوتا ہوا جناب تارخ کے پاس تشریف لایا۔ تارخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

والد تھے۔ نہایت عابد زاہد نیک فال تھے۔ کئی کئی مہینے پہاڑوں میں تنہا عبادت کرتے تھے' بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کے دادا نے کفالت اپنے ذمہ لی۔ جب دادا بھی فوت ہو گئے تو آذر (جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا) کی پرورش میں آ گئے۔ یہ بت تراش تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک حضور ﷺ کے سلسلہ نسب میں کوئی نہ مُشرک ہوا ہے اور نہ زانی ۔۔ زانی کی نسل سے ولی نہیں ہوتا' چہ جائیکہ نبی ہو (روح البیان) آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا جس نے پرورش کی۔ جب آپ جوان ہوئے تو اپنے چچا کو کہا ﴿لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ﴾ شیطان کی پیروی نہ کرو۔ آیت کی ابتداء یوں ہوتی ہے۔ ﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ﴾ جب اپنے 'اَبْ' آذر کو کہا۔ یہاں لفظ 'اَبْ' سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ انہوں نے اَبْ کا ترجمہ والد کیا ہے حالانکہ 'اَبْ' عام ہے باپ' چچا' دادا سب کے لئے بولا جاتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو فرمایا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے باتفاق جواب دیا: ﴿نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ﴾ ہم عبادت کریں گے آپ کے خُدا اور آپ کے اَبْ ابراہیم' اسماعیل' اسحاق علیہم السلام کے خُدا کی۔ اس آیت میں لفظ 'آباء' 'اَبْ' کی جمع ہے۔ یہاں لفظ اَبْ اسحاق علیہ السلام پر بولا گیا ہے وہ آپ کے باپ ہیں' اسماعیل علیہ السلام کو بھی اَبْ کہا گیا ہے حالانکہ وہ آپ کے چچا ہیں' ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا ہے حالانکہ وہ دادا ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اَبْ باپ' چچا' دادا سب کے لئے بولا جا سکتا ہے۔ باپ کے لئے عربی

زبان میں حقیقۃً لفظ 'والد' ہے 'والد' باپ کے بغیر کسی کے لئے نہیں بولا جاتا۔ اسی طرح اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاكَ فِی النَّار کی حدیث میں ابی سے مُراد ابوطالب چچا ہیں۔

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نورِ پاک آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک پاک پشتوں' طیب پیشانیوں میں ہی منتقل ہوتا رہا۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ﴾ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے اور پھرتا تیرا سجدے کرنے والوں میں۔

اس آیت کی تفسیر میں امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنیٰ یہ ہے: **انہ' کان ینقل نورہ' من ساجدٍ الیٰ ساجدٍ** وہ نور منتقل ہوتا رہا ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا نور جس کے پاس رہا وہ اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتے رہے ہیں۔ اب اگر آذر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ مانا جائے تو لازم آئے گا نورِ مصطفیٰ ﷺ آذر کے پاس رہا اور وہ بت پرست تھا۔ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والا نہیں تھا تو عند التحقیق ثابت ہوا کہ آذر باپ نہیں بلکہ چچا تھا۔

وہ جو حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت چاہی نہ ملی' زیارت قبر کی اجازت چاہی مل گئی۔ پھر حضور ﷺ نے زیارت فرمائی اور روئے اور سب کو رُلایا۔ اس سے آمنہ طیبہ طاہرہ کا کفر ثابت نہیں ہوتا' اس لئے رونا فراق مادر میں تھا کہ اگر آج وہ زندہ ہوتیں ہم کو بایں اقبال ملاحظہ کرتیں' خوش ہوتیں' استغفار سے ممانعت اس لئے تھی کہ وہ بے گناہ تھیں۔ استغفار گنہگار کے لئے ہوتی ہے۔ اس لئے بچہ کی نماز جنازہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت نہیں کہ وہ بے گناہ ہے۔ گناہ ہوتا ہے احکام الٰہی کی

مخالفت سے' آمنہ خاتون اصحاب فترت ہیں۔ کسی نبی کا دین اور احکام ان کے زمانہ میں باقی نہ تھے۔ ان کے لئے عقیدہ توحید کافی ہے۔ اگر کفر کی وجہ سے استغفار سے ممانعت ہوئی تو زیارت قبر کی بھی اجازت نہ ملتی' فرمایا گیا ﴿وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اَبَدًا﴾ حضور ﷺ اس سے بھی نفیس ہیں کہ نور الٰہی سے پیدا ہوئے۔

ایمان تین قسم کا ہے' ایمان میثاقی' ایمان فطری فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا نیز فرمایا گیا كُلُّ مَوْلُوْدٍ عَلَى الْفِطْرَةِ ان دونوں ایمانوں میں صرف عقیدہ توحید کافی ہے۔ ایمان تبلیغی' اس ایمان میں تمام عقائد ضروری ہیں' مگر یہ ایمان اس کے لئے ضروری ہے جس کو نبی کی تبلیغ پہنچے۔ ہاں حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں والدین کو زندہ فرما کر مشرف بہ اسلام کیا (دیکھو شامی اور شمول الاسلام اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل) یہ بھی حضور ﷺ کی خصوصیت ہے کہ بعد موت ایمان والدین قبول ہوا۔ غیر پر قیاس کرنا غلط ہے۔ ان دونوں حضرات کو صحابیت کا شرف بخشنے کے لئے تبلیغی ایمان تعلیم فرمائی گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ کا نور مقدس حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس مدتوں ظہور فرماتا رہا پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ایک سو تہتر برس تک آپ اس سے مستنیر ہوتے رہے پھر جناب قیدار' حمل' نابت' اسیح' ادد' روعدنان' معد' نزار' مضر' خدارا' الیاس' مدرکہ' خزیمہ' کنانہ' نضر' مالک' فہر غالب' کعب' مرہ' کلاب' قصی' عبدالمناف' ہاشم' عبدالمطلب' سے ہوتا ہوا حضرت عبداللہ کے پاس ظہور پذیر ہوا۔

عجیب درخت اور کاہنہ عورت:

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں حطیم کعبہ میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا ایک عظیم الشان درخت زمین سے ظاہر ہو رہا ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے وہ بڑھتا چلا گیا۔ اس کی شاخوں نے آسمان کو چھو لیا ہے اور عرض میں مشرق و مغرب تک پھیل گیا۔ اس کے پتے آفتاب سے زیادہ چمک رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ عرب و عجم کے رہنے والے اس درخت کے سامنے جھک گئے ہیں اور اس کی روشنی آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ اس کی شاخوں سے لپٹ گئے ہیں اور کچھ اس کو کاٹنا چاہتے ہیں لیکن جب وہ اس خیال سے اس کے قریب ہوتے ہیں تو ایک خوبصورت نوجوان ان کو روک دیتا ہے۔ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت نوجوان آج تک نہیں دیکھا۔ اس نوجوان کے جسم سے ہر طرف خوشبو پھیلتی جا رہی ہے۔ میں نے چاہا کہ عظیم الشان درخت سے لپٹ جاؤں مگر نہ پہنچ سکا۔

میں نے اس خوبصورت نوجوان سے پوچھا تو اس نے کہا قسمت والے لپٹ گئے ہیں۔ یہ لفظ سُن کر میں بیدار ہو گیا اور خواب کی تعبیر دینے والی ایک مشہور عورت کے پاس جا کر خواب بیان کیا۔ خواب سُنتے ہی اس کا چہرہ بدل گیا اور گھبرا کر بولی تیری پشت سے ایک شخص ہوگا جو مشرق و مغرب کا شہنشاہ ہوگا اور پوری دنیا اس کے آگے جھک جائے گی۔

حضرت عبداللہ کے پاس:

جس وقت وہ نور حضرت عبداللہ کے پاس منتقل ہو گیا تو کئی عجائبات ظہور پذیر ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں میں بطحاء مکہ سے چل کر کوہ شبیر پر چڑھ جاتا تو میری پشت

سے ایک نور نکل کر دو حصے ہو جاتا' ایک حصہ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں پھیلتا چلا جاتا اور بصورت بادل مجھ پر سایہ کر دیتا۔ پھر آسمان کا دروازہ کھل جاتا اور وہ نور آسمان پر چڑھ جاتا۔ تھوڑی دیر بعد لوٹ کر پھر میری پشت میں مل جاتا اور جب میں زمین پر بیٹھتا تو زمین سے آواز آتی 'اے وہ ذات! جس کی پشت میں حضور ﷺ کا نور مقدس ہے آپ پر میرا اسلام ہو!' اور جب میں کسی خشک درخت اور کسی خشک جگہ پر بیٹھتا تو وہ فوراً سرسبز ہو جاتے اور اپنی ہری بھری ٹہنیاں مجھ پر ڈال دیتے اور جب میں لات وعزیٰ اور دوسرے بتوں کے پاس سے گذرتا تو بت چیخنا شروع کر دیتے اور کہتے کہ ہم سے دور ہو جا' تیرے اندر وہ چیز ہے جس کے ہاتھوں پر ہماری اور تمام دنیا کے بتوں کی ہلاکت ہوگی۔ آپ کے یہ عجائبات ڈور ڈور تک مشہور ہو گئے تو ستر یہودیوں نے آپس میں عہد و پیمان کیا کہ جب تک عبداللہ کو قتل نہ کریں ہم اپنی قوم کو منہ نہیں دکھائیں گے۔

ستر یہودی:

حضرت عبداللہ کو قتل کرنے کی غرض سے ستر یہودی مکہ میں آئے اور موقعہ تلاش کرتے رہے۔ ایک دن حضرت عبداللہ شکار کی غرض سے شہر کے باہر جار ہے تھے کہ انہی ستر یہودیوں نے اپنی زہر آلود تلواروں کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا۔ ایک رنگا رنگ فوج گھوڑوں پر سوار اچانک آسمان سے اُتری اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے یہودیوں کو ختم کر دیا۔

اس واقعہ کو عبد مناف کے بیٹے حضرت واہب دیکھ رہے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر انہوں نے مکمل ارادہ کر لیا کہ اپنی لڑکی آمنہ خاتون کو عبداللہ کے نکاح میں دیں گے۔

فوراً گھر آئے اور اپنی بیوی برّہ بنت عزیٰ کو اس عجیب واقعہ کی خبر دے کر کہا کہ عبداللہ قریش میں سب سے زیادہ خوبصورت نوجوان ہے۔ میں اپنی بیٹی آمنہ کے لئے اس سے زیادہ اچھا کوئی رشتہ نہیں پاتا۔ پھر حضرت برّہ کو عبدالمطلب کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ اپنے بیٹے کے لئے میری لڑکی آمنہ خاتون کو قبول کرلیں۔ حضرت عبدالمطلب نے اس کو پسند فرمایا اور حضرت آمنہ، حضرت عبداللہ کے نکاح میں آگئیں۔

امّ قتال:

یوں وہ نور حضرت آمنہ کی طرف منتقل ہوگیا، سیکڑوں وہ عورتیں جو حضرت عبداللہ سے شادی کی خواہش رکھتی تھیں، مایوس ہوگئیں۔ ان میں سے ایک عورت امّ قتال نے جو سب سے زیادہ خواہش مند تھی، صبح سویرے حضرت عبداللہ کو دیکھ کر منہ پھیرلیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اعراض کیوں کیا؟ بولی جس نور کی طلب گار تھی وہ آج تیری پیشانی سے غائب ہے۔ اب مجھے تیری کوئی حاجت نہیں۔ یہ واقعہ سیرت ابنِ ہشام میں ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو مجھے اپنے جسم سے پیاری پیاری خوشبو آیا کرتی تھی۔

جانوروں کی مبارکبادیاں:

سیرت حلبیہ میں ہے جب وہ نور حضرت آمنہ کے پاس تشریف لایا تو قریش کے مویشیوں نے اور چارپائیوں نے ایک دوسرے کو بشارت دی قسم ہے کعبہ کے رب کی کہ آج رات دنیا کا سردار اپنی والدہ کے پاس آگیا۔ اسی رات تمام دنیا کے بادشاہوں کے تخت اُلٹ دیئے گئے۔ سب بت سرنگوں ہوگئے۔ روئے زمین کے تمام بادشاہ گونگے ہوگئے۔ ایک اعلان ہو رہا تھا کہ ابوالقاسم کا ظہور قریب ہوگیا ہے۔

نبیوں کی مبارک بادیاں:

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پہلا مہینہ گزرا تو میں نے بلند قد والا آدمی دیکھا، جس نے بڑی تسلی کے لہجہ میں فرمایا کہ آمنہ تجھے خوشخبری ہو تو نبیوں کے سردار کی حاملہ ہے۔ میں نے عرض کی آپ کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا میں آدم علیہ السلام ہوں۔ دوسرے مہینے حضرت شیث علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے بھی مبارکباد دی۔ تیسرے مہینے نوح علیہ السلام، چوتھے مہینے حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں مہینے حضرت ہود علیہ السلام، چھٹے مہینے حضرت ابراہیم علیہ السلام، ساتویں مہینے حضرت اسماعیل علیہ السلام، آٹھویں مہینے حضرت موسیٰ علیہ السلام، نویں مہینے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارتیں دیں۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے ان نو ماہ میں کچھ بوجھ محسوس ہوا نہ کوئی چیز جو عورتوں کو پیش آتی ہے میں ان سے بالکل مبرّا اور صاف رہی۔

ابرہہ کا حملہ :

حضور سید عالم ﷺ کے ظہور سے صرف باون دن پہلے ابرہہ جو شاہِ حبش نجاشی کی طرف سے یمن کا گورنر تھا کعبہ شریف کی عظمت کو برداشت نہ کرسکا ایک بڑا جنگی لشکر ہاتھیوں سمیت لے کر کعبہ شریف کو گرانے کی غرض سے حملہ آور ہوا۔ جب کعبہ شریف سے تیس میل دور وادی محسّر میں پہنچا تو اس کے ہاتھی نے آگے جانے سے انکار کردیا۔ آخر مجبوراً اسی جگہ لشکر کا پڑاؤ ڈال دیا۔

عرب والوں کے لئے ہاتھی ایک عجیب چیز تھی۔ انہوں نے اس سے قبل ہاتھی کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اس بڑے لشکر کی سطوت و شوکت سے گھبرا کر اہلِ مکہ

پہاڑوں میں جا چھپے۔ صرف حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب اور ان کے خاندان کے چند افراد جن کی تعداد بمشکل بارہ افراد تک پہنچتی تھی باقی رہ گئے اور ابرہہ کے اس عظیم لشکر سے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔

ابرہہ کے ساتھی اور اونٹ:

اسی دوران میں ابرہہ کے کچھ لشکری اہل مکہ کے مویشیوں کے ساتھ حضرت عبدالمطلب کے چند اونٹ بھی لے گئے۔ حضرت عبدالمطلب اکیلے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر ابرہہ کے پاس پہنچ گئے۔ ابرہہ نے جب اس پیکر شرافت کو اپنی طرف آتے دیکھا تو استقبال کے لئے خیمے سے باہر نکل آیا اور نہایت احترام سے پیش آیا۔ اس نے کہا آپ کیسے تشریف لائے؟ آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے اہلِ عرب عبدالمطلب کے نام سے پکارتے ہیں اور یہاں آنے کی وجہ یہ ہے کہ تیرے لشکری میرے اونٹ لے آئے ہیں۔ وہ واپس دے دو۔ ابرہہ نے تکبر آمیز قہقہہ لگایا اور کہا عبدالمطلب! اپنے کعبہ کی فکر کرو۔ اونٹ تو ایک حقیر چیز ہے۔ میں تمہارا کعبہ گرانے آیا ہوں۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ کعبہ کو بچانے کی کوشش کے لئے آئے ہوں گے اور اُسے نہ گرانے کی درخواست کرو گے، تمہیں تو اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔

ابرہہ کی بات سُن کر حضرت عبدالمطلب نے کیا نفیس جواب دیا 'اے ابرہہ! مجھے کعبہ کی فکر کیوں ہو؟ کعبہ جانے، کعبے والا جانے، مجھے میرے اونٹ واپس کر دے'۔۔ ابرہہ آپ کا یہ صداقت انگیز جواب سُن کر خاموش ہو گیا اور اونٹ واپس کر دیا۔ آپ اونٹوں کو لے کر گھر واپس تشریف لائے اور حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کو ساتھ لے کر کعبہ شریف میں حاضری دی اور دُعا کی 'اے کعبہ کے مالک! اے چودہ طبق کی

کائنات کے خالق! تو سمیع و بصیر ہے' تو علیم و خبیر ہے۔ تو جانتا ہے کہ ایک دشمن تیرے مقدس گھر کو گرانے کی نیت سے آیا ہے' الٰہی تو نے مجھے بشارت دی تھی کہ تیرے گھر میں ایک نور چمکے گا۔ الٰہی! اگر وہ نور آمنہ کے پیٹ میں ہے تو: اُسی کے واسطے سے ہم دُعا کرتے ہیں' اے مالک! تیرے سوا ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔ اے مالک بچالے یورش دشمن سے اپنے گھر کی حرمت کو بچالے آلِ اسماعیل کے سامانِ عزت کو'

صبح سورج کے طلوع کے ساتھ ہی ابرہہ کعبہ پر حملہ کی تیاری کرنے لگا۔ ادھر حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگی ہوئی دُعا فوراً قبول ہوگئی۔ پروردگار عالم نے ابابیلوں کے لشکر کو تیار رہنے کا حکم دے دیا۔ لشکر ابرہہ کی کعبہ پر چڑھائی کا منظر حضرت عبدالمطلب اپنے خاندان سمیت ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے۔ جونہی لشکر کے ہاتھی کعبہ کے قریب آئے تو سب کے سب عظمتِ کعبہ کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ مہابت ہاتھیوں کو مارتے ہیں' اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں مگر:

پڑے ہیں اس طرح ہاتھی کہ جنبش تک نہیں کرتے
خُدا کا ڈر ہے دل میں آج شیطان سے نہیں ڈرتے

اور ابرہہ کا ہاتھی جس کا نام محمود تھا وہ تو بالکل اُٹھنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ ابرہہ یہ صورت دیکھ کر بہت گھبرایا اور فوج پیدل کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔

ابھی اس نے یہ حکم دیا ہی تھا کہ پروردگار عالم کا لشکر جدہ کی طرف سے نمودار ہوا۔ چھوٹے چھوٹے ہزاروں ابابیل منہ میں تین تین کنکریاں اور ایک ایک کنکری پنجوں میں لے کر ابرہہ کے لشکر پر آگئے اور سنگریزوں کی بارش شروع کردی۔

قدرتِ خداوندی کہ ہر کنکر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جس سے وہ مارا جاتا تھا۔

جب کنکر جسم پر پڑتا تو جسم کو چیر کر پاؤں کی طرف سے نکل جاتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ عظیم الشان لشکر چند منٹوں میں تباہ و برباد کر دیا گیا' قرآن کریم نے اس واقعہ کو کتنے شاندار طریقہ پر بیان فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝﴾ اے محبوب! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حال کیا؟ (اصحاب فیل کا واقعہ ولادت پاک سے پہلے کا ہے مگر فرمایا جاتا ہے ﴿اَلَمْ تَرَ﴾ کیا آپ نے نہ دیکھا یعنی دیکھا ہے) کیا اللہ تعالیٰ نے اُن کے مکر و فریب کو ناکام نہیں بنا دیا اور (وہ یوں کہ) بھیج دیئے اُن پر ہر سمت سے پرندوں کی ٹکڑیاں جو برساتے تھے اُن پر کنکر کی پتھریاں' پس بنا ڈالا اُن کو جیسے کھایا ہوا بھوسہ ۔۔۔ اسی لئے عرب والے اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں۔

ظہور نور:

جب نور کے ظہور کا وقت قریب آیا' رات جا رہی تھی اور صبح آ رہی تھی۔ پیر کا دن تھا۔ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مختصر جماعت کو آسمان سے اُترتے دیکھا جن کے پاس تین سفید جھنڈے تھے۔ اس جماعت نے ایک جھنڈا میرے گھر کے صحن میں گاڑ دیا ایک کعبہ کی چھت پر اور ایک بیت المقدس پر کھڑا کر دیا۔

اس سہانی رات میں آسمان کے ستارے قریب آ رہے تھے۔ ان ستاروں کی روشنی نے تمام دنیا کو نور سے بھر دیا۔ میں نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل رہے تھے۔ میں گھر میں اکیلی تھی۔ عبدالمطلب طواف کعبہ کو گئے ہوئے تھے۔ اچانک میں

نے سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو میرے دل پر مَل رہا تھا۔ اس کے اثر سے میری بے چینی زائل ہوگئی۔ بعد میں مَیں نے غور سے دیکھا کہ میرے سامنے شربت کا ایک پیالہ ہے جس کا رنگ بالکل سفید تھا۔ مَیں اُسے دودھ سمجھ کر پی گئی۔ وہ شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ پھر میرے پاس چند عورتیں آئیں۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟

ان میں سے ایک نے کہا کہ میں مریم عیسیٰ کی والدہ ہوں۔ دوسری نے کہا کہ میں آسیہ فرعون کی بیوی ہوں' تیسری نے کہا کہ میں ہاجرہ ہوں۔ باقی سب حوریں ہیں۔ ہم سب آپ کی خدمت کے لئے آئی ہیں۔ پھر ایک آواز آئی جس سے میں پریشان ہوگئی۔ دیکھا تو ایک سفید ریشم کی چادر آسمان اور زمین کے درمیان لٹک گئی۔ ایک پکارنے والے نے کہا کہ اس کو دنیا کی نگاہوں سے چھپالو۔ آسمان سے عورتیں اُتر رہی تھیں جن کے ہاتھوں میں سفید آفتابے تھے پھر بادل کا سفید ٹکڑا جس میں سبز رنگ کی چڑیاں جن کی چونچیں یاقوت کی مانند سرخ نظر آئیں۔ یہ دیکھ کر میرا بدن پسینہ پسینہ ہوگیا۔ جو قطرہ ٹپکتا تھا اس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ مشرق ومغرب' زمین وآسمان ایک دم روشن ہوگئے حتیٰ کہ شام کے محلات اور بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں۔ اس نور کا منبع میرا وجود تھا' اطراف عالم میں اعلان ہوا کہ محمد ﷺ پیدا ہوگئے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

فضیلت شب ولادت:

علامہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ شب ولادت سید عالم ﷺ شب قدر سے افضل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کی تین وجوہ ہیں:

(۱) شب ولادت آپ کی ذات گرامی کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر آپ کو عطا کی گئی اور

اس مسئلہ میں کسی کو بھی نزاع نہیں ہے اسی اعتبار سے شب ولادت شب قدر سے افضل ہے۔ (۲) شب قدر نزولِ ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہے اور شب ولادت آپ کے ظہور کی وجہ سے مشرف، اور وہ ذات جس کی وجہ سے شب ولادت کو فضیلت دی گئی، یقیناً ان صفات سے افضل ہے جن کی وجہ سے شب قدر کو فضیلت دی گئی، لہذا شب ولادت شب قدر سے افضل ہوئی (۳) لیلۃ القدر میں صرف امت محمد ﷺ پر فضل واقع ہوا ہے اور شب ولادت میں تمام موجودات پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہوا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ لہذا آپ کی وجہ سے تمام مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عام ہوئی ہیں۔ لہذا شب ولادت کا نفع زیادہ ہے اور یہی افضل ہے۔

حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی کے لئے قرآن کریم کا ارشاد ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا﴾ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ خوشیاں مناؤ فَلْيَفْرَحُوْا فرحت سے ہے یعنی خوشی۔ تو رحمت کی آمد پر خوشی منانا حکمِ الٰہی کے عین مطابق ہے۔

امام قسطلانی کی تصریح:

امام قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں: وما زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده ﷺ ويعملون الولائم ويتصدقون فی لياليه بانواع الصدقت ويظهرون السرور ويزيدون فی المبرات ويعظمون بقراءة مولده الكريمه ويظهر عليهم بركاته كل فضلٍ عميم ومما جرب فی خواصه انه امان فی ذلك العام وبشرىٰ عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرا اتخذ ليالی شهر مولده المبارك اعيادا

لیکون اشد علاۃ علیٰ من فی قلبہٖ مرض واعیاۂ داء۔ آپ کی ولادت پاک کے مہینے میں تمام اہلِ اسلام ہمیشہ محفلِ میلاد مناتے چلے آئے ہیں اور اسی خوشی میں کھانا پکا کر کھاتے رہے ہیں اور دعوت طعام کرتے آرہے ہیں اور ان مبارک راتوں میں قسم قسم کے صدقات سے وہ صدقہ دیتے رہے ہیں اور اظہارِ سرور فرحت کرتے چلے آئے ہیں اور اس نیک کام میں حتی الوسع زیادہ کوشش کرتے آئے ہیں۔ اور آپ کا میلاد پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں جن کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عمیم ظاہر ہوتا رہا ہے اور ولادتِ باسعادت کے ایام میں محفلِ میلاد منانے کے خواص میں سے یہ امر مجرب ہے کہ اس سال میں امن وامان رہتا ہے اور ہر مقصود اور مراد پانے میں جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمتیں فرمائے کہ جس نے ماہِ ولادت کی راتوں کو عید بنالیا۔

سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں محافلِ میلاد کا انعقاد ہمیشہ سے علمائے سلف کا طریقہ چلا آرہا ہے۔

جس طرف چشم محمد کے اشارے ہوگئے　　　جتنے ذرّے سامنے آئے ستارے ہوگئے

☆☆☆☆☆☆

میلادِ رسول کا اہتمام:

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو مخاطب ہوکر فرمایا ہے **لولاک لما خلقت الافلاک** اے محبوب اگر تجھے پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں افلاک کو نہ پیدا کرتا۔ **لولاک لما خلقت الدنیا** اے محبوب اگر تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے زمین کا فرش بچھادیا' رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے

آسمان کا شامیانہ لگا دیا۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے چاند وسورج کے چراغ جلا دیئے۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے ستاروں کی قندیلیں روشن کر دیں۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے آبشار کے نغمے جاری کر دیئے۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے دریا کو رواں دواں کر دیا۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے کائنات کو اپنی نعمتوں سے آراستہ کر دیا۔ یہ زمین بھی میلاد والی زمین ہے' یہ آسمان بھی میلاد والا آسمان ہے' یہ چاند سورج بھی میلاد والے ہیں۔ اب اگر کسی کو میرے رسول کی میلاد سے اختلاف ہو تو اس میلاد والی زمین کو چھوڑ دے۔ اس میلاد والے آسمان سے کہیں دور نکل جا اور کوئی دوسرا سورج تلاش کرو جو رسول کی میلاد والا نہ ہو۔ یہ ساری کائنات اور افلاک کی تخلیق اسی وجہ سے ہوئی کہ رسول کی میلاد مقصود تھی۔

میرے رسول کی میلاد کے صدقے میں کسی کو نبوت ملی' کسی کو ولایت ملی' کسی کو قرآن ملا' کسی کو انجیل ملا' کسی کو زبور عطا ہوئی' کسی کو توریت ملی ۔۔۔ اور ہم سب کو رسول کی غلامی مل گئی۔ رسول کا کلمہ پڑھنے کی سعادت مل گئی۔ ایمان والوں کو ایمان ملا اور کفر والوں کو رسول کی دھرتی پر رہنے کی مہلت مل گئی ۔۔۔ یہی ذکر میلاد مصطفیٰ ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول کی میلاد کا ذکر کرنا سنتِ کبریا ہے اور ذکر کا سُننا سنتِ انبیاء ہے۔

نور اور تاریکی:

نور کہتے ہیں روشنی کو' اس کے مقابل جو چیز آئے وہ تاریکی ہے۔ نور کی دو قسمیں ہیں ایک نور عقلی ہے اور ایک نور حسّی ہے۔ نور حسّی یہ ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں مشاہدہ فرما رہے ہیں' یہ بلب جل رہے ہیں یہ نور حسّی ہیں۔ نور عقلی یہ ہے مثال

کے طور پر علم نور ہے اس کے مقابلے میں جہالت تاریکی ہے۔ حیاء نور ہے بے حیائی تاریکی ہے۔ انصاف نور ہے بے انصافی تاریکی ہے۔ اچھے اخلاق نور ہیں بداخلاقی تاریکی ہے۔ ہر خوبی کے مقابلے میں جو بُرائی ہے وہ تاریکی ہے۔۔ یقیناً تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے نور آ گیا۔۔۔نور حیاء بھی آیا' نور انصاف بھی آیا' نور علم بھی آیا' نور فضل و کمال بھی' نور جاہ و جلال بھی آیا' نور حسن و جمال بھی' نور جود و نوال بھی آیا' نور ہر ہر کمال بھی۔

نور کا کام ایک عام تاریکی کو دور کر دینا ہے۔ آفتاب تمھارے رنگ کو بدلنے کے لئے نہیں آتا' آفتاب تمہارا رنگ دکھانے کے لئے آتا ہے۔ آفتاب کا کام ہی ایسا ہے جو چُھپے ہوئے لوگ ہیں اُن کو چھپا دیا جائے۔ نور کا کام ہے امتیاز دے دینا' نور کا کام ہے دھوکے اور فریب سے بچا لینا۔۔ اب نور آ گیا ہے۔ اب کوئی فریب نہ دے سکے گا' کوئی اب اپنے کو چُھپا نہ سکے گا۔ اسی لئے میرے رسول نے تمام فریبوں کے چہرے سے نقاب اُلٹ دیا۔ تمام منافقین کے دلوں کی حرکت کو ظاہر فرما دیا' چُھپے ہوئے کو چھپا دیا۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری علامہ ابن حجر عسقلانی اور عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری علامہ بدرالدین عینی میں ایک واقعہ ہے جمعہ کے دن منبر پر بیٹھ کر رسول نے کہا' **اخرج یا فلاں فانك منافق** اے فلاں تو میری محفل سے نکل جا' تو منافق ہے۔ **اخرج یا فلاں فانك منافق** اے فلاں تو بھی میری محفل سے نکل جا' تو بھی منافق ہے۔۔۔ جب تک چُھوٹ دینے کا حکم تھا چُھوٹ دیتے رہے اور جب نکالنے کا حکم ہوا' ایک ایک کو نکالتے رہے۔ منافقین خاموشی سے نکلتے چلے گئے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ علیم و خبیر کی بات ہے۔ یہ علم والے کی بات ہے۔ خیریت سے نکل چلو' اگر حجت کریں گے تو ابھی نفاق کھلا ہے دوسرے

عیب بھی کھل جائیں گے۔ اب منافق اپنے کو چھپا نہیں سکتا' نور آ گیا۔ نور دل کی حرکتوں اور نفاق کو ظاہر کر دے گا۔ ایسے کلمہ پڑھنے والوں اور ایسے نماز پڑھنے والوں کو مسجد سے نکالنا یہ رسول کی سنت ہے۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں — خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
چشم اعمیٰ میں خورشید دیجور ہے — دیدۂ صاحب دید میں نور ہے
آنکھ والوں سے اے بے بصر پوچھ لے — میرا سرکار نور علیٰ نور ہے
اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے — جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہو گیا محدود

☆☆☆☆☆☆

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِىْ
وَاَكْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءِ
خُلِقْتَ مُبَـرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

اے حُسن وجمال کے تاجدار' احمد مختار
آپ سے بڑھ کر کوئی حُسن وجمال والا میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا
آپ سے بڑا صاحب کمال تمام جہاں کی عورتوں کی آغوش میں کبھی کوئی نہیں پیدا ہوا
خالق حُسن وجمال نے آپ کو ہر عیب سے بَری اور پاک پیدا فرمایا ہے
گویا آپ جس طرح چاہتے تھے خلاق عالم نے آپ کی تخلیق فرمائی۔

(سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆☆☆☆☆☆

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ